مفہومِ قرآن اور مصنوعی ذہانت

ڈاکٹر مبشر حسین رحمانی
لیکچرر کمپیوٹر سائنس ڈیپارٹمنٹ، (سی آئی ٹی) آئرلینڈ

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا پاک کلام ہے، جو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک آنے والے انسان و جنات کی رہنمائی کے لیے آخری نبی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کے ذریعہ نازل فرمایا۔ قرآن پاک کا مفہوم وہی معتبر اور صحیح ہوگا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سمجھا ہو۔ قرآن پاک کی تفسیر کا کام نہایت احتیاط کا متقاضی ہے اور ہر کس و ناکس کا یہ کام نہیں کہ وہ محض قرآنی تراجم پڑھ کر عقلی طور پر قرآن پاک کی تفسیر و تشریح کرنے بیٹھ جائے۔ اگر کوئی شخص محض اپنی عقل کے بل بوتے پر قرآن کا مفہوم سمجھے اور پھر اس کو منشاء الٰہی قرار دے تو اس کو قرآن دشمنی پر محمول کیا جائے گا۔ نیز اگر کوئی چاہے کہ لغت کی کوئی کتاب لے کر بیٹھ جائے، اور اس میں الفاظ کے معنی دیکھ دیکھ کر قرآن کا مفہوم سمجھنا شروع کرے تو قیامت تک قرآن کا صحیح مفہوم نہیں سمجھ سکتا۔

آج کل مصنوعی ذہانت کا بہت چرچا ہے اور یہ بات عوام میں پھیلائی گئی ہے کہ مصنوعی ذہانت کے سسٹم انسانی ذہانت سے کہیں آگے نکل چکے ہیں۔ مصنوعی ذہانت کے عنوان سے دین اور دینی علوم کی اساس کو نشانہ بنانے کی کوششیں اپنے عروج پر ہیں۔ باطل قوتوں کی یہ کوشش اور سوچ ہے کہ مصنوعی ذہانت یعنی آرٹیفیشل انٹیلی جنس کا استعمال کرتے ہوئے قرآنِ پاک کی جدید تفسیر و ترجمہ کیا جائے، اس کے لیے براہِ راست اگر یہود و نصاریٰ کو استعمال کیا جائے گا تو مسلمانوں میں اس تفسیر و ترجمۂ قرآن کو مقبولیتِ عامہ نہ مل سکے گی، البتہ اگر یہی تفسیر و ترجمہ کسی مسلمان، بالخصوص برِصغیر پاک و ہند سے تعلق رکھنے والے کسی مسلمان نے کیا ہو تو اس تفسیر و ترجمۂ قرآن کو برِصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں میں قبولیت ملنے کے زیادہ امکانات ہیں۔

افسوس کی بات یہ ہے کہ ہم مسلمانوں ہی میں سے کچھ صاحبانِ علم، باطل قوتوں اور مستشرقین کے غیر دانستہ طور پر آلہ کار بن رہے ہیں اور مصنوعی ذہانت کو استعمال کرتے ہوئے قرآن پاک کی تفسیر و ترجمہ پر کام کر رہے ہیں اور ایسے سوالات اُٹھا رہے ہیں جو کہ بالکل نئی طرز کے ہیں۔ گو کہ ایسے حضرات بڑے اخلاص سے ان باتوں کی ترغیب دیتے ہیں کہ ہم تو مصنوعی ذہانت کی ٹیکنالوجی کو قرآن فہمی کے لیے استعمال کر رہے ہیں

اور مصنوعی ذہانت کو علومِ قرآن میں استعمال کر کے کئی فوائد حاصل کیے جاسکتے ہیں، مثلاً: اس سے مدارسِ دینیہ کے طلبائے کرام میں علمِ تفسیر میں علمی رسوخ، استعداد اور صلاحیت بڑھے گی، مگر حقیقتِ حال یہ ہے کہ چونکہ ایسے لوگوں کو سائنسی علوم میں رسوخ نہیں، مصنوعی ذہانت کی تکنیکی باریکیوں و خامیوں کا علم نہیں، غالباً اسی وجہ سے وہ نادانستہ طور پر مصنوعی ذہانت کو قرآن فہمی میں استعمال کرنے کو فروغ دے رہے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ ملکی و عالمی سطح پر ایسی کوششیں جاری ہیں کہ کس طریقے سے مصنوعی ذہانت کو علومِ قرآنی میں استعمال کیا جائے۔

اس مضمون میں ہم مفہومِ قرآن اور مصنوعی ذہانت سے متعلق کچھ سوالات کے جوابات دینے کی کوشش کریں گے۔ اول: مصنوعی ذہانت کے علومِ قرآنی میں استعمال سے کیا مراد ہے؟ دوم: مصنوعی ذہانت میں کتنی ذہانت ہے؟ سوم: کیا مصنوعی ذہانت سے قرآن کا صحیح مفہوم سمجھا جاسکتا ہے؟ چہارم: کیا مصنوعی ذہانت سے قرآنِ پاک کا ترجمہ وتفسیر کی جاسکتی ہے اور کیا ایسا ترجمہ وتفسیر مسلمانوں کے نزدیک معتبر ٹھہرے گا؟

مصنوعی ذہانت کے علومِ قرآنی میں استعمال سے مراد

قارئین کے ذہن میں یہ بات آسکتی ہے کہ کمپیوٹر تو سہولت لے کر آیا ہے اور کمپیوٹر کے استعمال سے تو علوم القرآن کی خدمت کی گئی ہے، مثلاً قرآن پاک کی طباعت کے اندر کمپیوٹر کے استعمال سے کس قدر امت کو فائدہ حاصل ہوا ہے۔ کمپیوٹر کے استعمال سے کسی خاص آیت، مضمون، یا حرف کو قرآن پاک میں ڈھونڈنا کتنا آسان ہوگیا ہے۔ لیپ ٹاپ یا موبائل فون پر قرآن پاک کی کوئی ایپلی کیشن کھولیے، کسی بھی آیت تک سیکنڈوں سے بھی کم وقت میں پہنچ جایئے، اُس آیت کا شانِ نزول اور تفسیر مع حوالہ جات دیکھے جاسکتے ہیں۔ کمپیوٹر کی مدد سے مختلف قراءات میں قرآن کی تلاوت سنی جاسکتی ہے۔

مصنوعی ذہانت میں ہونے والی ترقی کو مختلف طریقوں سے علوم القرآن میں استعمال کیا جارہا ہے، مثلاً مختلف قاری حضرات کی تلاوت آڈیو میں موجود ہو تو مصنوعی ذہانت کے ذریعے پتہ چلایا جاسکتا ہے کہ کون سی قراءۃ کس قاری نے کس لہجے میں کی ہے۔ آج کل تو مصنوعی ذہانت کے ایسے سافٹ وئیر دستیاب ہیں جس میں اگر کوئی شخص قرآن پاک کی تلاوت کرے تو کمپیوٹر یا موبائل اسکرین پر وہ سافٹ وئیر تلاوت کی گئی قرآنی آیات لکھنا شروع کردے گا، جیسے جیسے وہ شخص تلاوت کرتا جائے گا، کمپیوٹر اسکرین پر وہ قرآنی آیت لکھتی چلی جائے گی، اگر کہیں غلطی ہوگی تو اس کی نشاندہی کردے گی۔ اس طرح کے سافٹ وئیر بنانے والے یہ دعویٰ کررہے ہیں کہ اُن کی تیار کردہ ایپلی کیشن قرآن پاک حفظ کرنے والوں کو حفظِ قرآن میں مدد فراہم کرے گی۔ نیز مصنوعی ذہانت کو استعمال کرتے ہوئے اگر کوئی قاری کسی آیت کے پہلے حصے کی تلاوت کررہا ہے تو اگلہ جملہ یا لفظ کون سا آئے گا، یہ صلاحیت بھی آج کل سافٹ وئیر کے اندر موجود ہے۔ اس سے بڑھ کر مصنوعی ذہانت سے قرآن پاک سے متعلق مختلف آراء، تفاسیر اور تراجم، چند لمحوں میں ہمارے سامنے

آجاتے ہیں، بلکہ یہ مصنوعی ذہانت کے سافٹ ویئر ان کا تجزیہ بھی پیش کر دیتے ہیں۔

مصنوعی ذہانت سے متاثر ہو کر بعض لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ: ’’مصنوعی ذہانت ہمیں قرآن کے ایسے پہلوؤں کو سمجھنے میں مدد کر سکتی ہے جو پہلے اوجھل تھے۔ اس سے ہر زبان میں قرآن کا ترجمہ کیا جا سکتا ہے، جس سے دنیا بھر کے لوگ قرآن کو اپنی زبان میں سمجھ سکتے ہیں۔‘‘

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مصنوعی ذہانت کے علومِ قرآنی میں استعمال سے ہماری کیا مراد ہے؟ کیا مصنوعی ذہانت کو علوم القرآن میں استعمال کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟ اگر کیا جا سکتا ہے تو پھر مفتیانِ کرام اس کی حُدود و قیود کیا بتاتے ہیں؟ اگر نہیں کیا جا سکتا تو کیوں نہیں کیا جا سکتا؟ نیز بطور کمپیوٹر سائنسدان ہم کیوں یہ کہہ رہے ہیں کہ مصنوعی ذہانت کے سافٹ ویئر کو دینی علوم بالخصوص قرآنِ پاک کی تفسیر و ترجمہ کے لیے ہرگز ہرگز استعمال نہ کیا جائے؟ قارئین کو یہ واضح رہنا چاہیے کہ مصنوعی ذہانت کو علوم القرآن میں ہرگز استعمال نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ مصنوعی ذہانت کے سافٹ ویئر خود سے مواد بنا رہے ہوتے ہیں۔ ’’خود سے مواد‘‘ بنانے سے مراد یہ نہیں ہے کہ مصنوعی ذہانت کے سافٹ ویئر میں کوئی اشرف المخلوق انسانوں جیسی تخلیقی صلاحیت و ذہانت آگئی ہے، بلکہ مصنوعی ذہانت کے سسٹم، بالخصوص، لارج لینگوئج ماڈلز، چونکہ ’’اگلے ٹوکن کی پیشن گوئی‘‘ کی بنیاد پر کام کرتے ہیں، یعنی اگلے جملوں کی پیشین گوئی کر رہے ہوتے ہیں، لہٰذا ان سافٹ ویئر کا کام کرنا قطعی طور پر بھی انسانوں کے سوچنے، سمجھنے اور انسانی ذہانت کے مقابل نہیں ہو سکتا۔ الغرض، سائنسدانوں اور مصنوعی ذہانت کے ماہرین کے مطابق مصنوعی ذہانت کے ان کمپیوٹر پروگرامز کو انسانی ذہانت کے برابر تسلیم کرنا سائنسی و تکنیکی طور پر درست نہیں۔

جب ہم مصنوعی ذہانت کے سافٹ ویئرز سے قرآن پاک کا ترجمہ و تفسیر یا خلاصہ و تجزیہ کروا رہے ہوتے ہیں تو دراصل مصنوعی ذہانت کے سافٹ ویئر یہ ترجمہ، تفسیر یا تجزیہ ’’اگلے حُروف کی پیشین گوئی‘‘ کی بنیاد پر کرتے ہیں اور اس ترجمہ، تفسیر، تجزیہ، خلاصہ وغیرہ سے عام انسان کو یہ تأثر ملتا ہے کہ یہ سافٹ ویئر خود سے کوئی بہت ہی زیادہ ذہانت والا مواد تخلیق کر رہے ہیں۔ دیکھیے! اگر کمپیوٹر میں ہم قرآن پاک کی کئی عربی تفاسیر مثلاً تفسیر کبیر، تفسیر روح المعانی، تفسیر ابن کثیر، تفسیر قرطبی، اور تفسیر ابی السعود اور پھر متاخرین علماء کی اردو تفاسیر مثلاً معارف القرآن، بیان القرآن، تفسیر عثمانی، اور آسان تفسیرِ قرآن از حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم مہیا کر دیں اور پھر کوئی کسی آیت کا کمپیوٹر سے ترجمہ پوچھے اور پھر کمپیوٹر ’مصنوعی ذہانت کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں اس آیت کی تفسیر اور ترجمے ان تمام پہلے سے کمپیوٹر کو مہیا کی گئی تفاسیر سے لا کر دکھا دے تو علمائے کرام کے مطابق ایسا کرنا درست ہے اور اس طرح سے کمپیوٹر اور مصنوعی ذہانت سے علوم القرآن میں استفادہ کرنا درست ہے۔ اس کے برعکس اگر مصنوعی ذہانت کے پروگرامز کمپیوٹر میں مہیا

کی گئی تمام تفاسیر، حتیٰ کہ پوری دنیا میں قرآن پاک کی جتنی تفاسیر آج تک لکھی گئیں ہیں، ان سب سے استفادہ کرے، اور پھر مصنوعی ذہانت خود سے ''آگے حُروف کی پیشین گوئی'' کی بنیاد پر اپنا تخلیق کردہ ترجمہ و تفسیر تیار کرے تو علمائے کرام کے مطابق ایسی کوئی بھی کوشش کسی بھی درجے میں قابلِ قبول نہیں۔ بس آج کل کے مصنوعی ذہانت کے پروگرامز و سافٹ ویئر مثلاً چیٹ جی پی ٹی وغیرہ کی یہی وہ صلاحیت اور طریقہ کار ہے، جس کی جانب ہم اپنے اس مضمون میں قارئین کو توجہ دلا رہے ہیں۔

مصنوعی ذہانت میں کتنی ذہانت ہے؟ کیا مصنوعی ذہانت انسانی ذہانت سے تجاوز کر جائے گی؟

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مصنوعی ذہانت میں کتنی ذہانت ہے؟ اور کیا مصنوعی ذہانت کے سسٹم انسانی ذہانت سے کہیں آگے نکل چکے ہیں یا نکلنے والے ہیں اور کیا مصنوعی ذہانت کے پروگرام (اور روبوٹس یا مشین) مستقبل میں اتنی ذہین ہو جائیں گی کہ انسانیت کو اس سے خطرہ لاحق ہو جائے گا؟ ان سوالات کا جواب ہم مصنوعی ذہانت کے ماہرین کمپیوٹر سائنسدانوں کی آراء کو سامنے رکھ کر سمجھتے ہیں۔

آج کل جو مصنوعی ذہانت کا چرچا ہمیں نظر آتا ہے، اس کی تکنیکی اساس اور بنیادیں رکھنے والے سائنسدانوں میں پروفیسر یان لی کن Professor Yann LeCun شامل ہیں۔ یہ پروفیسر ان کمپیوٹر سائنسدانوں میں شامل ہیں، جن کے سائنسی تحقیقی کاموں کی بدولت انہیں ''بابائے مصنوعی ذہانت'' بھی کہا جاتا ہے۔ انہیں کمپیوٹر سائنس کی دنیا کا سب سے بڑا ایوارڈ یعنی ٹیورنگ ایوارڈ Turing Award سن ۲۰۱۸ء میں دیا گیا۔ ٹیورنگ ایوارڈ کو کمپیوٹر سائنس کا نوبل پرائز بھی کہا جاتا ہے۔ یہ کمپیوٹر سائنسدان دراصل ''نیورل نیٹ ورک'' مصنوعی ذہانت کا ایک شعبہ کے بانیوں میں شمار کیے جاتے ہیں، جس کی بنیاد پر بغیر ڈرائیور کے چلنے والی گاڑیاں Self-Driving Car اور چیٹ جی پی ٹی کام کرتے ہیں۔ پروفیسر یان لی کن فرانسیسی نژاد امریکی کمپیوٹر سائنسدان ہیں اور نیو یارک یونیورسٹی امریکہ میں اپنی خدمات انجام دیتے آئے ہیں۔ یہ میٹا کمپنی (فیس بک کا نیا نام) میں چیف اے آئی سائنٹسٹ ہیں۔ اس کے ساتھ یہ اے سی ایم فیلو ACM Fellow بھی ہیں۔ نیچر جرنل، جو کہ دنیا کے بہترین سائنسی جرائد میں سے ایک سائنسی جریدہ ہے، میں ان کا ۲۰۱۵ میں چھپنے والا ''ڈیپ لرننگ'' کے موضوع پر سائنسی تحقیقی مقالہ مصنوعی ذہانت کے بنیادی مآخذ میں سے ایک ہے، جس کو سائنسی دنیا میں بہت زیادہ پذیرائی ملی۔

مشہور کاروباری شخصیت اور سرمایہ کار ایلون مسک، جو کہ ٹیسلا اور اسپیس ایکس کے بانی بھی ہیں، سے جب پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ کچھ ہی عرصے میں لارج لینگوئج ماڈلز جیسے چیٹ جی پی ٹی انسانی ذہانت کو پیچھے چھوڑ دے گی، جسے ''آرٹیفیشل جنرل انٹیلی جنس'' Artificial General Intelligence

یعنی ''مصنوعی عمومی ذہانت'' سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ پھر اسی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا جاتا ہے کہ مصنوعی ذہانت اور روبوٹس اتنے ذہین ہوجائیں گے کہ ان کو کنٹرول کرنا انسان کے بس سے باہر ہوجائے گا، جبکہ اس کے برعکس پروفیسر یان لی کن کہتے ہیں:

“Many of them are banking on the idea that today’s large language model-based AIs, like those from OpenAI, are on the near-term path to creating so-called “artificial general intelligence,” or AGI, that broadly exceeds human level intelligence.

OpenAI’s Sam Altman last month said we could have AGI within “a few thousand days.” Elon Musk has said it could happen by 2026.

LeCun says such talk is likely premature. When a departing OpenAI researcher in May talked up the need to learn how to control ultra-intelligent AI, LeCun pounced. “It seems to me that before ‘urgently figuring out how to control AI systems much smarter than us’ we need to have the beginning of a hint of a design for a system smarter than a house cat,” he replied on X.”

''مجھے ایسا لگتا ہے کہ فوری طور پر یہ معلوم کرنے سے پہلے کہ مصنوعی ذہانت کے پروگرامز جو کہ ہم انسانوں سے زیادہ ذہین ہوں کو کیسے کنٹرول کیا جائے، ہمیں ضرورت ہے کہ کوئی ایسا اشارہ ملے کہ کس طریقے سے ایسا مصنوعی ذہانت کا نظام بنایا جائے جس میں گھریلو بلی جتنی ذہانت ہو۔''

پروفیسر یان لی کن کہتے ہیں گو کہ مصنوعی ذہانت کے کمپیوٹر پروگرامز (الگورتھم) بہت طاقتور ہیں، مگر وہ نہیں سمجھتے کہ مصنوعی ذہانت سے انسانیت کو کوئی خطرہ لاحق ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ یہ بھی سمجھتے ہیں کہ موجودہ مصنوعی ذہانت کسی بھی معنوں میں ذہین نہیں ہے۔ (۱) نہایت اہم بات یہ ہے کہ مصنوعی ذہانت کے کمپیوٹر پروگرامز (الگورتھم) بنانے والے ہی یہ کہتے ہیں کہ مصنوعی ذہانت کے اندر ایک عام سے جانور یعنی بلی جتنی بھی ذہانت نہیں ہے۔

“LeCun also has publicly disagreed with Hinton and Bengio over their repeated warnings that AI is a danger to humanity.

At the same time, he is convinced that today’s AIs aren’t, in any meaningful sense, intelligent.

He likes the cat metaphor. Felines, after all, have a mental model of the physical world, persistent memory, some reasoning ability and a capacity for planning, he says. None of these qualities are present in today's "frontier" AIs, including those made by Meta itself.

Today's models are really just predicting the next word in a text, he says. But they're so good at this that they fool us. And because of their enormous memory capacity, they can seem to be reasoning, when in fact they're merely regurgitating information they've already been trained on."[۲]

''گھریلو پالتو بلی کے اندر جو صلاحیت، صفات، اور ذہانت پائی جاتی ہے، مثلاً کہ وہ اپنے دماغ میں حقیقی دنیا کا ایک ماڈل بناتی ہے، اس کی قائم رہنے والی یادداشت، اس کی استدلال کی صلاحیت، اور منصوبہ بندی کی استعداد، یہ سب چیزیں مروجہ مصنوعی ذہانت کے ماڈلز میں نہیں پائی جاتیں، حتیٰ کہ ''میٹا'' کمپنی کے اپنے بنائے گئے ماڈلز میں بھی نہیں۔''

''آج کل کے مصنوعی ذہانت کے ماڈلز صرف متن کے اگلے حروف کی پیشین گوئی کرتے ہیں، لیکن وہ ایسا کرنے میں اتنے اچھے ہیں کہ وہ ہمیں بیوقوف بناتے ہیں، اور ان کی یادداشت کی بہت زیادہ صلاحیت کی وجہ سے، وہ استدلال کرتے دکھائی دے سکتے ہیں، جبکہ درحقیقت وہ معلومات کو محض اُگل رہے ہوتے ہیں (یعنی معلومات کو دُہرا رہے ہوتے ہیں، بغیر تجزیہ یا سمجھے ہوئے) جس پر وہ پہلے ہی تربیت پا چکے ہوتے ہیں۔''

مصنوعی ذہانت اور ذہانت کی آخری انتہا؟

مصنوعی ذہانت کے پروگرامز کی کتنی استعداد اور صلاحیت ہے؟ اور اس مصنوعی ذہانت کی آخری انتہا کیا ہوسکتی ہے؟ اس کو سمجھنے کے لیے ہم ایک مثال پیش کرتے ہیں۔ اگر ہمارے پاس انگریزی کی ایک سب سے بڑی ڈکشنری (قاموس، لغت، فرہنگ) موجود ہے، جس میں انگریزی زبان کے تمام حروف و الفاظ موجود ہوں تو کیا یہ کہنا درست ہوگا کہ پوری دنیا میں آج تک جتنا بھی مواد انگریزی زبان میں لکھا اور بولا گیا، وہ اس ڈکشنری میں موجود لفظوں کے ہیر پھیر (یعنی ایک خاص ترتیب سے ان لفظوں اور حرفوں کو قواعدِ زبان یعنی گرامر کے حساب سے یکجا کرنا) سے ہی لکھا اور بولا گیا ہے؟ یقیناً اس میں کوئی شک نہیں کہ انگریزی زبان میں آج تک جتنے ناول، افسانے، اشعار، سفرنامے، مکتوبات، تدریسی کُتب، تحقیقی کُتب، سوانح، اور ڈرامے وغیرہ لکھے گئے ہیں، انہیں اس ڈکشنری میں موجود لفظوں کی مدد سے ہی تحریر کیا گیا ہے، مگر ہم یہ دیکھیں گے کہ اس انگریزی تحریر کا لکھنے والا

مصنف کون ہے؟ اس کی تعلیمی قابلیت کیا ہے؟ اس کا علمی مقام کیا ہے؟ اس کا تجربہ کیا ہے؟ اور وہ اپنے لکھے ہوئے مضمون پر کتنا اختصاص رکھتا ہے؟ اس کی لکھی گئی تحریر کی قانونی حیثیت کیا ہے؟

اگر کوئی آسکر وائلڈ کی تحریروں کو یہ کہہ کر مسترد کردے کہ اس کی تحریروں میں کیا کمال ہے؟ صرف انگریزی ڈکشنری کے لفظوں کے ہیر پھیر سے ہی تو آسکر وائلڈ نے اپنی تحریریں لکھیں ہیں، تو کیا کوئی عقلمند اس کو تسلیم کرے گا؟ اسی طریقے سے کوئی بخاری شریف کے بارے میں معاذ اللہ! یہ کہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ کا بخاری شریف لکھنے میں کیا کمال ہے؟ یہ تو صرف عربی قاموس کے لفظوں کا ہیر پھیر ہے۔ اس طریقے کی بات کہنا کفر تک لے جاتی ہے۔ اگر کوئی حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی قدس سرہٗ کی ''صحیح مسلم'' پر شہرۂ آفاق شرح ''فتح الملهم'' کے بارے میں یہ کہے کہ یہ تو صرف عربی قاموس کے لفظوں کا ہیر پھیر ہے۔ اسی طریقے سے کوئی یہ کہے کہ حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم نے جو ۱۹۷۶ میں اس شرح کی تکمیل کا کام ''تكملة فتح الملهم'' کے نام سے شروع کیا اور اٹھارہ سال نو مہینے کے بعد ۳/ اگست ۱۹۹۴ء کو ''تكملة فتح الملهم'' کا کام چھ جلدوں کی صورت میں پایۂ تکمیل کو پہنچایا۔ (حوالہ: حضرت مفتی محمد تقی عثمانی، علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ، نوائے وقت، ۸ جنوری ۲۰۲۱) اس میں حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم نے کیا کمال کیا؟ یہی کام تو مصنوعی ذہانت کے سافٹ ویئر بہت ہی قلیل عرصے میں انجام دے لیں گے، آپ صرف ان مصنوعی ذہانت کے کمپیوٹر پروگرامز کو حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی قدس سرہٗ کی تحریر کا اسلوب بتادیجئے، پھر دیکھئے ان سافٹ ویئر کا کمال، کیسے وہ اس شرح کی تکمیل کرتے ہیں۔ قارئین یاد رکھیں کہ ہم یہ فرضی باتیں نہیں کہہ رہے، بلکہ اسی دنیا میں ایسے صاحبِ علم حضرات موجود ہیں جو یہ باتیں کہتے ہیں، بلکہ اس سے بڑھ کر وہ قرآن پاک کی تفسیر سے متعلق ایسی باتیں کہتے ہیں، معاذ اللہ۔

دیکھیے! قرآن پاک کے متعلق بھی تو کچھ لوگ یہی کہہ سکتے ہیں کہ یہ بھی تو ڈکشنری کے لفظوں پر مشتمل ایک تحریر ہے، مگر حقیقتاً ایسا نہیں ہے۔ قرآن پاک کو دنیا کی تمام تحریروں پر فوقیت حاصل ہے، کیونکہ یہ ڈکشنری کے لفظوں کا ہیر پھیر نہیں، بلکہ یہ ''کلام اللہ'' ہے۔ قرآن پاک کے ہر ہر لفظ کی عظمت ہے، اسی لیے ''قرآنِ مجید مصحف میں دیکھ کر پڑھنا افضل ہے، اس لیے کہ مصحف کو دیکھنا، اس کو چھونا اور اس کو اُٹھانا، یہ اس کا احترام ہے، اور اس میں معانی میں زیادہ تدبر کا موقع ملتا ہے، نیز اس میں ادب بھی زیادہ ہے۔'' (حوالہ: دارالافتاء: جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن) نیز ''قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا پاک کلام ہے، جو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک آنے والے انسان وجنات کی رہنمائی کے لیے آخری نبی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کے ذریعہ نازل فرمایا۔ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی صفت ہے، مخلوق نہیں۔ قرآن کریم لوحِ محفوظ میں ہمیشہ سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کے جو فیصلے ملأ اعلیٰ یعنی آسمانوں کے اوپر تحریر ہیں، وہ کسی بھی تبدیلی سے محفوظ ہونے کے

ساتھ شیاطین کے شر سے بھی محفوظ ہیں، اس لیے اس کو لوحِ محفوظ کہا جاتا ہے۔ اس کی شکل وصورت وحجم کیا ہے؟ ہم نہیں جانتے، مگر قرآن وحدیث کی روشنی میں ہم اس پر ایمان لائے ہیں۔'' (حوالہ: مفتی محمد نجیب قاسمی سنبھلی، قرآن کریم کا تعارف اور ہماری ذمہ داری، ماہنامہ بینات، اپریل-مئی ۲۰۲۰)

اسی طریقے سے احادیث مبارکہ کے متعلق بھی کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ صرف ڈکشنری کے لفظوں کے ہیر پھیر سے کلام بنایا گیا ہے، مگر یہ کہنا درست نہیں، کیونکہ عام محدثین کی اصطلاح میں حضور پاک ﷺ کی طرف منسوب ہر چیز کو حدیث کہا جاتا ہے۔ (حوالہ: دارالافتاء دارالعلوم دیوبند)، جبکہ ایک عام آدمی حدیث سے یہ مراد لیتا ہے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کلام ہے۔ اسی طریقے سے فقہائے کرام کے اقوال پر بھی کوئی یہ غلط منطق لگا سکتا ہے۔ آج کل کے مروجہ عالمی قوانین کی مثال لے لیتے ہیں، کوئی یہ بھی تو کہہ سکتا ہے کہ امریکہ، برطانیہ، فرانس، اور پاکستان کے آئین بھی تو اسی ڈکشنری کے لفظوں کی مرہونِ منت ہیں، مگر ان ملکوں کے آئین کی قانونی حیثیت سب کو معلوم ہے۔ اسی طریقے سے سپریم کورٹ سے جاری ہونے والے فیصلے بھی تو اسی ڈکشنری کے لفظوں کی ہیر پھیر ہیں، مگر ان لفظوں کی اپنی افادیت، اثر اور قانونی حیثیت ہے۔ دیکھیے! اگر کسی جرم کی سزا میں سپریم کورٹ کا جج فیصلہ کرتا ہے اور مجرم کو عمر قید کی سزا ملتی ہے تو کیا کوئی اس سزا کو ٹال دے گا؟ اور کہے گا کہ یہ تو محض ڈکشنری کے لفظوں کا ہیر پھیر ہے؟ نہیں، ہرگز نہیں، بلکہ اس سپریم کورٹ کے جج کی اس تحریر کی اپنی ایک قانونی حیثیت ہے اور اس تحریر کا ایک اثر پڑتا ہے اور ایک مجرم کو عمر قید کی سزا ملے گی۔ اب اگر کوئی یہ کہے کہ ہم مصنوعی ذہانت کے پروگرام مثلاً چیٹ جی پی ٹی سے اسی طریقے کا فیصلہ لکھوا لیتے ہیں جو کہ اس سپریم کورٹ کے جج کے فیصلے کے متن سے شاید زیادہ فصیح وبلیغ ہو، مگر کیا اس تحریر کی کوئی قانونی، اخلاقی، سیاسی، اور علمی وعملی حیثیت ہوگی؟ نہیں! بس اسی طریقے سے کلام اللہ، احادیثِ مبارکہ، فقہائے کرام کے اقوال اور دیگر اہم تحریروں کو ہم چیٹ جی پی ٹی سے لکھوا کر اصل کلام اللہ، اصل احادیثِ مبارکہ، اور اصل فقہائے کرام کے اقوال کے مساوی ہرگز ہرگز قرار نہیں دے سکتے۔ جو لوگ مصنوعی ذہانت اور چیٹ جی پی ٹی سے حد درجہ تک متاثر ہیں تو کیا وہ لوگ خود اپنی عملی زندگی میں بھی اس کو ہر شعبے میں استعمال کرتے ہیں؟ کیا ایسے لوگوں نے ڈاکٹر وسرجن کے پاس جانا چھوڑ دیا؟ کیا اپنے قانونی معالات کے تَصْفِیَہ کے لیے کورٹ کچہریوں میں جانا چھوڑ دیا؟ کیا گھر میں پلمبر، الیکٹریشن، اور بڑھئی کو بلوانا چھوڑ دیا؟ کیا اپنے بچوں کو یونیورسٹیوں میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے سے روک دیا؟ یقیناً ایسے لوگ بھی اپنے سارے کام چیٹ جی پی ٹی سے نہیں کرواتے، تو پھر کیا وجہ ہے کہ یہ لوگ دینی علوم کو ہی اپنا تختۂ مشق بناتے نظر آتے ہیں؟

اس اُمت نے منکرینِ حدیث کا فتنہ بھی دیکھا ہے۔ انکارِ حدیث کا عبرتناک انجام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کچھ اس طرح بیان فرماتے ہیں:

’’حدیث پر اعتماد نہ کرنے والوں کو معاذ اللہ ثم معاذ اللہ ذاتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم یا پوری امت میں سے ایک کو نا قابلِ اعتماد قرار دینا ہوگا، استغفر اللہ۔ آخر یہ کیسے ممکن ہے کہ زید کا کلام عمرو نقل کرے، سننے والے کو زید کے صدق کا یقین ہو اور عمرو پر اعتماد ہو کہ وہ نقل میں جھوٹا نہیں، لیکن اس کے باوجود کہے کہ یہ کلام جھوٹا ہے۔ بہرحال یہاں یہ سوال کسی خاص حدیث کا نہیں، بلکہ مطلق حدیث کا ہے۔ جب اس کا انکار کیا جائے گا اور اسے نا قابلِ اعتماد قرار دیا جائے گا تو اس صورت میں یا خود صاحب حدیث صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے اعتماد اُٹھانا ہوگا یا پوری امت کو غلط کار اور دروغ گو کہنا ہوگا۔ انکارِ حدیث کی تیسری کوئی صورت نہیں، اور ان دونوں کا نتیجہ سب کے سامنے ہے۔ اگر معاذ اللہ! خود صاحب حدیث صلی اللہ علیہ وسلم یا چودہ سو سالہ امت سے اعتماد اٹھا لیا جائے تو اس کے معنی اس کے سوا اور کیا ہیں کہ اسلام اور قرآن پر بھی ان کا اعتماد نہیں، اور دین وایمان کے ساتھ بھی ان کا کچھ واسطہ نہیں۔ ان احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بے اعتمادی کا ڈھنڈورا پیٹنے والوں کو ایک لمحہ کے لیے بھی یہ خیال دل میں نہ لانا چاہیے کہ اس تمام ترسعی مذموم کے باوجود وہ اسلام اور قرآن کو بے اعتمادی کے جھگڑے سے محفوظ رکھ سکیں گے۔‘‘ (حوالہ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، انکار حدیث کیوں؟ ماہنامہ دار العلوم، شمارہ ۹-۱۰، جلد: ۹۴، رمضان، ذیقعدہ ۱۴۳۱ھ مطابق ستمبر، اکتوبر ۲۰۱۰ء)

کلام اللہ شریف یا احادیث کی صحیح سمجھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو آئی، نیز آج کا انسان قرآن وحدیث کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے زیادہ نہیں سمجھ سکتا، لہٰذا ہمیں ہر صورت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر اعتماد کرنا پڑے گا، ورنہ ہم گمراہی کے دلدل میں پھنس جائیں گے۔ اگر کوئی یہ ترغیب دے کہ مصنوعی ذہانت کے سافٹ ویئر کے اندر یہ صلاحیت ہے کہ وہ کسی حدیث کی تشریح کردے، اس کا سیاق وسباق بیان کردے، اس سے مسائل کی تخریج کرلے تو یہ بات بالکل غلط ہوگی، کیونکہ مشین کے اندر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے زیادہ سمجھ نہیں ہوسکتی اور نہ ہی مصنوعی ذہانت کی مشینوں نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اٹھائی ہے۔ لہٰذا مفتیانِ کرام کے مطابق مصنوعی ذہانت کے پروگرامز کو علومِ وحی کے سمجھنے، سیکھنے سکھانے اور ترویج واشاعت کے لیے ہرگز ہرگز استعمال نہ کیا جائے، بلکہ جو ’’خیر القرون‘‘ میں طریقہ کار اختیار کیے گئے ہیں، یعنی ’’سینہ بہ سینہ علوم کی منتقلی‘‘ اور ’’سند‘‘، انہی پر انحصار اور انہی کے ذریعے دینی علوم کو اگلی نسل تک منتقل کرنا چاہیے۔

قرآن پاک کا ترجمہ وتفسیر کا کام انسانوں نے انجام دیا ہے۔ بڑے بڑے مفسرین نے قرآن پاک کا ترجمہ اور تفسیر کی ہے، مگر وہ لوگ اللہ کے ولی تھے، دینی علوم میں مہارت رکھتے تھے، اور ان میں تقویٰ وللّٰہیت تھی۔ اس کے علاوہ جن لوگوں نے عقل لڑا کر قرآن کا ترجمہ وتفسیر کی، وہ لوگ خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔ لہٰذا جن لوگوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو چھوڑ کر اپنی رائے پر ترجمہ وتفسیر کیا، ان لوگوں میں للّٰہیت، اتباعِ سنت، تقویٰ اور سینہ بہ سینہ علوم کی منتقلی نہیں ہوئی تھی، اسی وجہ سے ان کے ترجمہ وتفسیر کو اُمت نے بحیثیتِ

مجموعی تسلیم نہیں کیا۔ آج کے دور میں اگر کوئی مصنوعی ذہانت کے پروگرامز سے یہ توقع رکھتا ہے کہ ان سے ہم قرآن پاک کا ترجمہ، تفسیر، خلاصہ اور کسی آیت سے حکم نکال سکتے ہیں تو ایسا کرنا غیر مناسب ہوگا۔

قرآن پاک کا مفہوم وہی معتبر اور صحیح ہوگا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سمجھا ہو۔ قرآن پاک کی تفسیر کا کام نہایت احتیاط کا متقاضی ہے اور ہر کس و ناکس کا یہ کام نہیں کہ وہ محض قرآنی تراجم پڑھ کر عقلی طور پر قرآن پاک کی تفسیر وتشریح کرنے بیٹھ جائے۔ اگر کوئی شخص محض اپنی عقل کے بل بوتے پر قرآن کا مفہوم سمجھے اور پھر اس کو منشاء الٰہی قرار دے تو اس کو قرآن دشمنی پر محمول کیا جائے گا۔ مفہوم القرآن کی مزید وضاحت درج ذیل اقتباس سے ہوتی ہے:

’’نہ یہ کہ بعض عقلیت زدہ متجددین کی طرح اپنی خالص ذہنی پرواز اور عقلی کاشت کو ادیبانہ وشاعرانہ رنگ آمیزیوں کے ذریعے بیان کرنے کا نام ’’مفہوم القرآن‘‘ رکھ دیا جائے، اس لیے کہ قرآن فہمی کے لیے اگر ایسی ہی کھلی چھٹی ہوتی اور ہر شخص کو اختیار ہوتا کہ وہ محض اپنی عقل کے بل بوتے پر قرآن کا مفہوم سمجھے اور جو مفہوم سمجھے بلا تکلف اس کو منشاء الٰہی قرار دے، اور فی الواقع وہ منشاء الٰہی نہ ہو تو سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کو نازل فرمانے کے لیے ایک رسول کا واسطہ کیوں بنایا؟ کیا اللہ اس پر قادر نہ تھا کہ وہ اپنی کتاب کو یکا یک زمین پر اُتار دیتا؟ اور اس کا ایک نسخہ ہر فرد بشر کے پاس آپ سے آپ پہنچ جاتا؟ اگر وہ اس پر قدرت نہیں رکھتا تو عاجز تھا؟ پھر ایسی عاجز ہستی کو خدا ہی کیوں مانیے؟ اور اگر وہ قادر تھا اور یقیناً قادر تھا تو اس نے اپنی اس کتاب کی نشر واشاعت کا یہ ذریعہ کیوں نہ اختیار کیا؟ یہ تو بظاہر ہدایت کا یقینی ذریعہ ہوسکتا تھا، کیونکہ ایسے صریح معجزے اور بین خوارقِ عادت کو دیکھ کر ہر شخص مان لیتا کہ یہ ہدایت خدا کی طرف سے آئی ہے، لیکن خدا نے ایسا نہ کیا، اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے توسط سے اپنی یہ کتاب بھیجی، ایسا کیوں کیا گیا؟ اس کا جواب خود قرآن دیتا ہے، وہ ہمیں بتاتا ہے کہ خدا نے جتنے رسول بھیجے ہیں، ان کی بعثت کا مقصد یہ رہا کہ وہ فرامین خداوندی کے مطابق حکم دیں، اور ان کے احکام کی اطاعت کریں، وہ الٰہی قوانین کے مطابق زندگی بسر کریں اور لوگ انہی کے نمونہ کو دیکھ کر اس کا اتباع کریں۔‘‘ (حوالہ: خُلاصہ مضامینِ قرآنی، صفحہ:۱۹، تالیف: مولانا سلیم الدین شمسی، جمع وترتیب واضافات: مولانا عمر انور بدخشانی، جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی، جنوری ۲۰۲۴ء)

محض لغت کی بنیاد پر تفسیرِ قرآن

جب محض لغت کی بنیاد پر قرآن پاک کی تفسیر کی بات آئے گی تو بہت بڑی خامی وخرابی پیدا ہوگی اور وہ یہ ہے کہ فہم رسول اور ایک عام آدمی کی فہم کو ایک ہی سطح پر لا کھڑا کیا گیا ہے۔ پھر جب کوئی مصنوعی ذہانت کے ذریعے قرآن پاک کی تفسیر کرنے کی کوشش کرے گا تو مزید خرابی ہوگی، کیونکہ مصنوعی ذہانت میں

فہمِ رسول کو ایک عام انسان سے بھی نیچے لے جا کر کمپیوٹر (مشین) کی فہم کے برابر لا کھڑا کیا گیا ہے۔ اور کمپیوٹر (مشین) کی یہ فہم انسان کی فہم سے زیادہ نہیں ہوسکتی، کیونکہ انسان اشرف المخلوقات ہے اور انسان ہی نے مشین اور مصنوعی ذہانت کے الگوریتھم (پروگرامز) بنائے ہیں۔ دیکھیے! جب مصنوعی ذہانت کے ذریعے کمپیوٹر کو پروگرام کیا جائے گا تو اس کے پاس کیا طریقہ کار ہوگا کہ وہ اس کے ذریعے قرآن پاک کی تفسیر بیان کرے؟ مصنوعی ذہانت کی بنیاد پر کی گئی ایسی تفسیر لغت کا حل تو ہوسکتی ہے (وہ بھی غلطیوں سے بھری ہوئی) مگر کلامِ الٰہی کی تشریح نہیں۔ مزید وضاحت درجِ ذیل اقتباس سے ہوتی ہے:

''کیونکہ اگر کوئی چاہے کہ لغت کی کوئی کتاب لے کر بیٹھ جائے، اور اس میں الفاظ کے معنی دیکھ دیکھ کر قرآن کا مفہوم سمجھنا شروع کرے تو قیامت تک قرآن کا صحیح مفہوم نہیں سمجھ سکتا، کیونکہ دنیا کی ساری زبانوں کی طرح بلکہ ان سے کہیں زیادہ عربی زبان کے الفاظ اپنے معانی کے لحاظ سے سرمایہ دار ہیں، یعنی عربی کا ایک ایک لفظ اپنے اندر چار چار اور پانچ پانچ معنی رکھتا ہے، اس بنا پر ایسا کرنے والا اپنے ذوق ومزاج اور اپنی پسند ورجحان کے مطابق کوئی ایک معنی اخذ کرے گا، پھر کیا کوئی ایسا حتمی ذریعہ ہے کہ وہ یہ دعویٰ کرسکے کہ یہی معنی و مفہوم فی الواقع منشاء الٰہی ہے؟ یہ صرف رسول کرسکتا ہے جو مہبطِ وحی ہوتا ہے، اس لیے وہ اپنے قول وعمل سے قرآن کریم کا جو مفہوم بتائے گا، حقیقتاً اور بالیقین وہ منشاء ومرادِ الٰہی ہوگا، اس بنا پر اطاعتِ الٰہی کی واحد شکل اتباعِ رسول ٹھہری، رسول کی یہی وہ ذمہ داری تھی جس کا اعلان قرآن کریم نے اس طرح کیا ہے کہ: ترجمہ: ''یقیناً اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر احسان کیا جبکہ اس نے ان میں ایک رسول بھیجا جو ان پر اللہ کی آیات تلاوت کرتا ہے اور ان کا تزکیہ کرتا ہے اور ان کو کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے۔'' (حوالہ: سورۃ آل عمران، آیت: ۱۶۴)

پھر ایسا شخص جو حدیث وسنت کو نظر انداز کرکے قرآن فہمی کو ممکن بناتا ہے، وہ دراصل فہمِ رسول اور ایک عامی انسان کی فہم کو ایک ہی سطح پر لا کھڑا کرتا ہے، اور اپنے اس طرزِ عمل سے گویا وہ خم ٹھونک کر آتا ہے، اور کہتا ہے کہ آپ بھی ایک آدمی اور میں بھی ایک آدمی، جس خالق نے آپ کو پیدا کیا، اسی خالق نے مجھے پیدا کیا، بشریت کے جو جذبات وداعیات اور جو قوتیں اور صلاحیتیں اور تفکر وتعقل کی جو قابلیتیں خدا نے آپ کو دیں، وہ مجھے بھی دیں، لہٰذا قرآنی آیات کی تشریح وتفسیر کا مجھے بھی اتنا ہی حق ہے جتنا آپ کو، بلکہ ایٹم اور اسٹیپنگ کے اس دورِ ارتقا میں فہمِ رسول (نعوذ باللہ) پرانی ہوچکی ہے۔ اب تو . . . . . . مے اور ہے، جام اور ہے جم اور۔

لیکن ایسے لوگ بھول جاتے ہیں کہ رسول کی فہم محض ایک بشر کی فہم نہ تھی، اور رسول کی تعلیم کتاب ''تاج العروس'' اور ''لسان العرب'' وغیرہ عربی لغت دیکھ دیکھ کر نہ تھی، بلکہ از روئے وحی تھی، بس اس فرق کے ساتھ کہ الفاظ کی وحی کا تعلق ''یَتْلُوْا عَلَيْهِمْ'' کے ساتھ ہے، اور اس کی بعینہٖ تبلیغ پر رسول مامور تھے: ''بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ'' اور ان الفاظ کے معنی اور منشاء الٰہی کی تعلیم کے لیے رسول اللہ ﷺ

اپنے الفاظ کا انتخاب فرما سکتے ہیں اور جہاں موقع وضرورت ہوتی قول کے ساتھ عمل کر کے بھی بتاتے تھے۔‘‘

(حوالہ: خلاصہ مضامینِ قرآنی، صفحہ: ۲۱، تالیف: مولانا سلیم الدین شمسی، جمع وترتیب واضافات: مولانا عمر انور بدخشانی، جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی، جنوری ۲۰۲۴ء)

کیا مصنوعی ذہانت کے حامل کمپیوٹر کی ذہانت ایک بشر کی ذہانت کے برابر ہوسکتی ہے؟ اور کیا کسی عام بشر کی فہم ایک رسول کی فہم کے برابر ہوسکتی ہے؟ نہیں، ہرگز نہیں! قرآن فہمی وتفسیر کے لیے حدیث و سنت، صحابہ رضی اللہ عنہم اور سلف کے اقوال ضروری ہیں۔

خلاصۂ مضمون

مصنوعی ذہانت اور خاص طور پر ایل ایل ایم (چیٹ جی پی ٹی وغیرہ) کے حوالے سے یہ بات پیش کی جارہی ہے کہ ایل ایل ایم کے ذریعے پوری دنیا کے ڈیٹا (مواد) تک رسائی ہوگئی ہے اور اس سے وہ چیزیں وجود میں آرہی ہیں کہ انسانی عقل دنگ ہے۔ بنیادی بات یہ ہے کہ اگر پوری دنیا کی مخلوقات یعنی جن و انس مل جائیں، جن میں اولیاء اللہ، قطب، ابدال، شیخ الحدیث، مفتی، عالم، مفسر، قاری، ریاضی دان، محقق، سائنسدان وغیرہ شامل ہوں اور ان تمام لوگوں کے علوم، فہم، فراست، تقویٰ، للّٰہیت، خشوع، خضوع، تفقہ کو جمع کیا جائے تو وہ ادنیٰ سے ادنیٰ درجے کے صحابی رضی اللہ عنہ کی فہم وفراست تک نہیں پہنچ سکتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم وحی عطا کیا گیا، یہ براہِ راست اللہ پاک کی طرف سے عطا ہوا اور وہ انہوں نے براہِ راست صحابہ رضی اللہ عنہم کو قرآن پاک کا مفہوم سکھلایا۔ خلاصہ یہ کہ مصنوعی ذہانت قطعی طور پر قرآن پاک کا صحیح مفہوم نہیں بیان کرسکتی، لہٰذا ہم میں سے ہر ایک مسلمان کے لیے لازم ہے کہ وہ قرآنِ پاک کی اُسی تفسیر اور مفہوم کو قبول کرے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ذریعے ہم تک پہنچتی ہے۔ نیز ہمیں چاہیے کہ ہم مصنوعی ذہانت کے سافٹ وئیر کو دینی علوم بالخصوص قرآنِ پاک کی تفسیر وترجمہ کے لیے ہرگز ہرگز استعمال نہ کریں۔

حواشی وحوالہ جات

1- This AI Pioneer Thinks AI is Dumber Than a Cat, Wall Street Journal. Link: https://www.wsj.com/tech/ai/yann-lecun-ai-meta-aa59e2f5?st=Hgy9o

2 - This AI Pioneer Thinks AI is Dumber Than a Cat, Wall Street Journal.Link:https://www.wsj.com/tech/ai/yann-lecun-ai-meta-aa 59e2f5?st=Hgy9o